شمس الایمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احمد اللہ فاتح ابواب الخیر والسعادات وواہب الکرامات للاولیاء واصحاب الطاعات لاتباع حبیبہ ومحبوبہ سید السادات والصلوٰۃ
والسلام علی رسولہ الاعظم ونبیہ الاکرم وحبیبہ ومحبوبہ سید العرب والعجم سیدنا وشفیعنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الذی قال
وقل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ وعلی آلہ ذوی الشیم واصحابہ ذوی الہمم واولیاء امتہ الذین ہم خلفاءہ لہدایۃ
العالم بعد حمد وصلوٰۃ کے بندہ مسکین محمد محی الدین خدمت میں ارباب انصاف ودیانت کی عرض کرتا ہے کہ حضرت دین پناہ
ظل اللہ مروج الحق والسداد ماحی الکفر والشرک والفساد المولی المفضل المقبول مولانا واستاذنا مولوی فضل رسول مد اللہ
ظلال افضالہ علی رؤس المسترشدین نے واسطے تنبیہ اہل بدع اور اہوا کے کہ فتنہ انکا اطراف وجوانب میں پھیل رہا ہے اور روز
نئی نئی عقیدے خلاف سواد اعظم کے نکالنا اور تمام امت مرحومہ کو کافر مشرک ٹھیرانا وتیرہ انکا ہے بہت رسائل رد مذہب باطل
انکی میں واسطے ہدایت عوام وخواص امت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کی تصنیف فرمائے ہیں اور اب تک بفحوائے
الحق یعلو ولا یعلی کسی سے سرآمد علماء اس فرقہ سے جرأت جواب انکی کی نہ ہوئی اور عار سکوت اختیار کی اور بہی جو لوگ کہ ذہن
سلیم اور فہم مستقیم رکھتے تہے اونہوں نے بادیہ ضلالت سے میدان ہدایت کیطرف رجوع کیا مگر جہال متعصبین کو کہ مصداق
من اتخذ الہہ ہواہ اور ومن یتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا کے ہیں موجب زیادہ تعصب اور
نفاق کا ہوا اعاذنا اللہ من ذلک بحرمۃ النبی وآلہ الامجاد ازانجملہ رسائل مصنفہ حضرت مولانا مدظلہ العالی کی ایک رسالہ
فقط مبحث نداء واستعانت میں ہے کہ زمان سابق میں جمع فرمایا تہا نام اوسکا احقاق الحق وابطال الباطل ہے اور اسمیں
دو فصلیں ہیں فصل پہلی میں استعانت ونداکو احادیث صحیحہ اور اقوال صحابہ ومفسرین ومحدثین اور تابعین وتبع تابعین اور
علماء متاخرین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ثابت کیا دوسری فصل میں شکوک مخالفین کے نقل فرماکر جواب انکی تحریر فرمائے

تہی اور یہہ اکثر اوقات دیوبند میں مشہور ہی سو فقیر نے ایک رسالہ اردو زبان میں موسوم بہ سراج محمد سوالات تمام مع
جواب اسی اثنا میں مرتب کیا تہا اس شخص نے تعجب میں کیا ہی اکثر شکوک مردود ہو چکی تہی اس رسالہ میں دیکہکر بعد جواب
شبہ نقل کرلی ہیں اور بہت زبان درازی کی ہی اور الفاظ ہیں اول تعریف ہی شروع کی ہی اسکا ادعا معلوم ہو گا جو دیدہ
خوابہ کہ پردہ کس درد میلش اندر طعنہ پاکان زند اگرچہ تحریر اوسکی بیہودہ عقل پر ظاہر اور مشہور ہی اور محتاج بیان نہیں لیکن چونکہ
نہایت ضرور اسواسطی مینی تحریر بعض جوابات بعضا کی جواب اوسکا آغاز کیا اور نام اوسکا شمس الایمان رکہا اللہم ارنا
الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ آمین برحمتک یا ارحم الراحمین اقول مستعینا بفضل الرسول
المقبول مہربان یہہ جو تمہی لکہا کہ چند اجزای متفرقہ اوسکی کہ صحیح بقلم خاص مصنف کی ہیں مجہکو دستیاب ہوئے لہذا جواب اون
اجزا کا لکہوایا لکہا ابہی حال یہہ ہی کہ طریق صواب تو اسمین منحصر تہا کہ اول تمام کلام بہم پہونچاتی اور پہر اوسکو اپنی نظر
فکر یا دوسری کی نظر سمجہنی میں بعد جو کچہہ شکوک و شبہات ہوتی انکا دفع چاہتی جو کہ آپ تہوڑے صرف اجزای متفرقہ
دستیاب ہوئی انہیں بہی خوض و تامل کر جواب لکہا خطا کی اور یہی منشا اکثر شبہات کا ہوا کہ اگر تمام رسالہ کو دیکہتی
تو یہہ ہوتا کہ اکثر شکوک کی جواب صراحۃ یا ضمنا اوسمین موجود بلکہ بعضی شبہہ مخالفین کی نقل کر کر جواب دیا گیا ہی کہ وہی
شبہہ جو اوسی رسالہ میں ہی دیکہکر جو اوسکو نقل کرتی ہو اور یہہ خبر نہیں کہ اس شبہہ کا جواب صاف و صریح اسمین موجود ہی بہر حال اب
ضرور ہوا کہ خلاصہ اس رسالہ کا اول زبان ہند لکہہ دیا جائے تاکہ تم اوسکو دیکہہ کر حقیقۃ الحال دریافت کرو کیونکہ تمنی تو تمام کتاب
نہیں دیکہی ہو تمکو یہہ بہی نہیں معلوم کہ مدعی کون اور معترض کون اور دعوی کیا اور موضوع بحث اور مادہ نزاع کیا ہی کہ یہہ
سب ضرور تہا اور موقوف تہا تمام کلام کی دیکہنی پر وہ تو نکیا اور ادعا کیا ایک امر غیر ضروریکا یعنی ہونا ان اجزا کا
صحیح بقلم خاص مصنف کہ مطلق تصحیح کافی ہی اور اگر تصحیح قلم خاص مصنف شرط ہو تو عرصہ بہت تنگ ہو خلاصہ کلام یہہ
ہی کہ ایک مرد صالح ایک درود پڑہتا تہا کہ اسمین الفاظ مثل السلام علیک ایہا النبی الکریم السلام علیک ایہا الرسول الرحیم
واقع تہی ایک شخص نے فرقہ اسمعیلیہ سے اسی منع کیا اور مدعی ہوا کہ قاری اسکا مشرک ہو جاتا ہی قاری نی جناب ہدایت
مآب سی پوچہا ارشاد فرمایا کہ کوئی وجہ عدم جواز کی معلوم نہیں ہوتی مدعی نے سنکر معرفت قاری کی ایک رقعہ لکہا کہ شرک
و ضلال سی توبہ کرو اور تقویۃ الایمان کو دیکہو اوسکی جواب میں ارقام فرمایا کہ خط لانی والا تمہارے لکہنی کے موافق مرد
صالح و دیندار ہی اوسکی پاس اجازت شاہ عبد العزیز صاحب کی واسطی پڑہنی اسم مبارک یا شیخ عبد القادر شیئا للہ
کے بترکیب خاص موجود اور مہر حضرت مغفور کی اسپر ثبت ہی دیکہنی کیفی بحجۃ علیکم اوسکا جواب خط طولانی آیا ملخص اوسکا

ہیہ کہ اول ہم مولوی عبد العزیز پر ایمان نہین لائے کہ جو وہ کہین ہم حجت جانین دوسرے مولوی صاحب کی تقلید مشایخ لکھدیا ہی اگر
کسی کتاب علم عقاید یا فقہ یا حدیث و تفسیر مین ذکر کرتی تو قابل حجت کے تہا اور ہم معتقد سب مجتہدین اور علماے صالحین کے
ہین قول و اجتہاد سبکا حجت جانتی ہین اور طریقہ ہمارا بعینہ طریقہ صحابہ و تابعین و تبع تابعین اور ایمہ مجتہدین کا ہی مگر یہہ ہیم شرک
یعنی یاد کرنا اموات کا بحرف ندا اور خطاب کرنا اموات کو غیر از وقت زیارت قبور اور خطاب کرنا ندونکا عموما کیا عام کیا
خاصہ کا یعنی انبیا و اولیا سوا اسامنی کے اور ندا کرنا ملایک و جن کا خاص ساختہ جہل بحث کی ہی کہ تقلید ہنود ہم پونہچائی
ہی اور شرک ہونا اسکا مخالف کسیکی سلف صالح سی نہین ہی فقط اُنکی جواب مین لکہا کہ مولوی عبد العزیز صاحب کی تقلید مولوی
اسمعیل صاحب پر ایمان لانی سے بدتر نہین ہے دونو مین تعارض ہوا تو مناسب تہا کہ ترجیح مرجوح اختیار نکرتی اور وہ جو لکہا
کہ مولوی صاحب نی تقلید مشایخ لکہدیا ہی آیا مولوی صاحب مشرک ہوگئے یہہ مرفوع عی سے معلوم نہین ہوئی کہ مولوی صاحب کے آخر خط
مین منقبت جو لکہی ہے اسکی مخالف ہی یا بسبب تقلید مشایخ کے مولوی صاحب کو مضرت نہین پونہچی اس تقدیر پر اگر دوسرے
نی تقلید مشایخ اور تقلید مولوی صاحب کی خطاب کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی وہ کیون مشرک ہوگیا اور وہ جو لکہا
کہ اگر کسی کتاب تفسیر وغیرہ مین ذکر فرماتی البتہ حجت تہا سو دیکہو تفسیر عزیزی کو الم نشرح کے تفسیر مین فرمایا ہی ونعم ما قیل
یا صاحب الجمال و یا سید البشر من وجہک المنیر لقد نور القمر لا یمکن الثناء کما کان حقہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر اور
سورہ فاتحہ کے تفسیر مین ایاک نستعین کے ذیل مین فرماتی ہین لیکن درینجا باید دانست کہ استعانت از غیر الخ الحاصل دعوی مدعی
ہیہ کہ السلام علیک ایہا النبی الکریم السلام علیک ایہا الرسول الرحیم شرک اور شرمتی والامثالک اور یاد کرنا اموات کا بحرف ندا اور
خطاب کرنا اموات کا غیر وقت زیارت قبور اور خطاب کرنا تمام احیا کا عموما کیا عام کیا خاصہ کا یعنی اولیا و انبیا سواے امثال
کے اور ندا ملایک و جن شرک ہی اور دلایل کا حوالہ تقویۃ الایمان پر اور رد تہا اس امر کا کہ یہہ دعوے مخالف کسیکے سلف صالح
نہین ہی فقط حضرت قبلہ و کعبہ نے بتحریک خدام ایک رسالہ لکہا مشتمل دو فصل پر پہلی فصل مین احادیث نبوی اور آثار صحابہ
اور اقوال علماے امت مرحومہ کے مذکور ہین ہدایتہ عن عبد اللہ ابن مسعود قال کنا اذا صلینا مع النبی صلعم قلنا السلام علی اللہ
قبل عبادہ السلام علی جبریل السلام علی میکائیل السلام علی فلان فلما انصرف النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اقبل علینا بوجہہ
قال لا تقولوا السلام علی اللہ فان اللہ ہو السلام فاذا جلس احدکم فی الصلوۃ فلیقل التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام
علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین فانہ اذا قال ذلک اصاب کل عبد صالح فی السماء
والارض یہہ حدیث صحیحین وغیرہما مین مروی ہے اور یہیہ تشہد تشہد عبد اللہ ابن مسعود اور معمول اکثر اہل علم صحابہ و تابعین کے ہی اور اسپر

اور خیال ہیہ ہے

کا اس محل میں بیشتر اور قوی ہی فقط ظاہرات اغلاطی مخالفین بہی ہی کہ اس لفظ کو قصہ معراج میں دیکہہ کر تشہد میں دکہایا
کیا جو خیال کیا اور کچہہ نہ سمجہی اور سباق و سیاق حدیث کو نہ پوچہی ہدایہ عن عبد الرحمن ابن ابی لیلی قال لقینی کعب ابن عجرہ
فقال الا اہدی لک ہدیۃ سمعتہا من النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقلت بلی فاہدہا لی فقال سالنا رسول اللہ فقلنا یا رسول اللہ
کیف الصلوۃ علیکم اہل البیت فان اللہ قد علمنا کیف نسلم علیکم قال قولوا اللہم صل علی محمد الخ صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور سارے صحاح
ستہ میں عبد الرحمن ابن ابی لیلی سے مروی ہے شیخ عبد الحق نے لکہا کہ کیفیت سلام در تشہد التحیات تعلیم کردہ و آنرا تعلیم الہی
گفتند زیرا کہ تعلیم آنحضرت تعلیم الہی است زیرا کہ وی نطق نمی کند مگر بوحی ملا علی قاری نے شرح مشکوۃ میں فرمایا کہ خدا نے
تعلیم کی ہمکو کیفیت سلام کی تشہد میں بواسطہ زبان مبارک کی اسطرح پر کہ کہیں ہم السلام علیک ایہا النبی الخ ابن حجر نے کہا
کہ شیخین سے مروی ہی کہ آنحضرت اوپر ہمارے تشریف لائے پس عرض کیا ہمنے یا رسول اللہ جانا ہمنے کیفیت سلام کی اوپر ذات
پاک تمہارے کی پس کسطرح درود بہیجیں ہم اوپر آپکی اور بیچ روایت کی کہ سند اوسکی جید ہی آیا کہ جس وقت کہ آیۃ یا ایہا الذین امنوا
صلوا علیہ وسلموا تسلیما نازل ہوئی ایک شخص طرف رسول اللہ کی آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ یہہ سلام اوپر آپکی کہ جانا ہمنے
پس کسطور درود بہیجیں ہم اوپر ذات پاک آپکی الخ اور بیچ روایت دوسرے کے مسلم وغیرہ سے آیا کہ حکم کیا ہمکو اللہ تعالی نے
یہہ کہ درود بہیجیں ہم اوپر ذات پاک تمہارے کے پس کیا ہی کیفیت اوسکی پس سکوت فرمایا پہر ارشاد فرمایا کہ کہو اللہم صل علی
محمد الخ اور آخر میں فرمایا اور سلام جیسا کہ جانا تم نے یا تعلیم کیے گئے تم فاید ملخص روایات کا یہہ کہ اللہ تعالی نے
کیفیت سلام موریہ بواسطہ آنحضرت بندونکو خطاب تعلیم فرمائی و سکوت کرنا سوا بیدینی کی اور کیا ہی تذنیب شفا قاضی عیاض
میں علقمہ سے مروی ہے کہ جب میں داخل ہوتا ہوں مسجد میں کہتا ہوں السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ہدایہ حصن حصین میں
ہے من کانت لہ ضرورۃ فلیتوضأ فلیحسن وضوءہ ولیصل رکعتین ثم یدعو بہذا الدعاء اللہم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک محمد
نبی الرحمۃ یا محمد انی توجہت بک الی ربی فی حاجتی ہذہ لتقضی لی اللہم فشفعہ فی یہہ حدیث ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و حاکم نے
عثمان ابن حنیف سے روایت کی مخالفین اس حدیث میں دعوے اختصاص جواز کا حضور آنحضرت میں کرتے ہیں اور یہہ دعا انکا سبب
مخالفت جمہور کے اور مقابلہ میں مثل صاحب حصن حصین وغیرہ کے کہ قائل ہیں اعتبار نہیں اور قطعہ کرتا ہی شجرہ خبیثہ عقیدہ سو کو بیخ و بن سے
وہ جو طبرانی نے معجم کبیر میں عثمان بن حنیف سے روایت کیا کہ عثمان ابن حنیف نے ایک حاجتمند کو خلافت حضرت عثمان ابن عفان میں
تعلیم کیا اور دسنے عمل کیا اور مطلب اوسکا بر آیا ملا علی نے شرح حصن حصین میں لکہا ہی کہ ایک روایت میں لتقضی بصیغہ حاضر بہی آیا ہے
یعنی تاکہ قضا کرے تو اے محمد حاجت میرے پس اسناد قضاے حاجت کی آنحضرت کی طرف مجاز ہی ہدایہ حصن حصین میں ہی اذا

اور شفاء قاضی عیاض سے نقل کیا ہی لما تحقق عمر ابن الخطاب موت النبی صلعم بقول ابی بکر الصدیق رجع الی قوله وهو یبکی بابی انت وامی
یا رسول الله لقد کان جذع تخطب الناس علیه فلما کثروا اتخذت منبرا لتسمعهم فحن الجذع لفراقک حتی جعلت یدک علیه فسکن فامتک
اولی بالحنین علیک حین فارقتهم بابی انت وامی یا رسول الله لقد بلغ من فضیلتک عند ربک ان بعثک آخر الانبیاء وذکرک فی اولهم
فقال واذ اخذنا من النبیین میثاقهم الآیه بابی انت وامی یا رسول الله لقد بلغ من فضیلتک عنده ان اهل النار یودون ان یکونوا
اطاعوک وهم بین اطباقها یعذبون یقولون یا لیتنا اطعنا الله واطعنا الرسول الخ هدایه ابن عبد البر نے کتاب استیعاب میں روایت
کیا ہی کہ نابغہ جعدی صحابی رض نے بصره میں بہنگام حکومت ابی موسی اشعری کے جب اونکی تازیانہ لگی چند شعر کہی ایک اونمین سے یہ ہے
فیا قبر النبی وصاحبیه الا یا غوثنا لو تسمعونا مواہب لدنیہ میں مذکور ہی صفیہ رض عمہ آنحضرت ؐ فرماتی ہین ع الا یا رسول الله کنت رجاءنا
وکنت بنا برا ولم تک جافیا وکنت رحیما هادیا ومعلما لیبک علیک الیوم من کان باکیا علیک من الله السلام تحیة وادخلت جنات
من العدن راضیا ابو بکر فرماتی ہین ودعنا الوحی اذ ولیت عنا فواعنا من الله الکلام حسان کہتی ہین ع کنت السواد لناظری فعمی
علیک الناظر من شاء بعدک فلیمت فعلیک کنت احاذر ملا علی قاری نے مرقاة میں امام شافعی سی نقل کیا ہی ع یا اهل بیت رسول الله
حبکم فرض من الله فی القرآن انزله کفاکم من عظیم القدر انکم من لم یصل علیکم لا صلوة له امام ابو عبد الله یافعی نے کہا ع یا وادر مدد
یا علین الوجود ویا مغیث الانام وهادی کل حیران علی ابن وفا نی کہا ع الا یا صاحب الوجه الجمیل سالتک لا تقیت وانت رد اور قضا ایسے
بہت سی کہ مقبول جمہور انام اور کافہ محدثین مین اور علماء اور صلحاء من بعده اونکی تبرک کرتی ہین ندا و خطاب سے بہرے ہوئی ہین ایک شعر
ایک قصیده کا یہ ہی ع یا اکرم الخلق مالی من الوذ به سواک عند حلول الحادث العمم شاه ولی الله صاحب قصیده اطیب النغم مین
لکہتی ہین ع وصلی علیک الله یا خیر خلقه ویا خیر مامول ویا خیر واهب ویا خیر من یرجی لکشف رزیة ومن جوده قد فاق جود السحائب
وانت مجیری من هجوم ملمة اذا انشبت فی القلب شر المخالب فما انا اخشی اندہ مدلهمة ولا انا من ریب الزمان براهب فانی منکم فی
قلاع حصینة وحد حدید من سیوف المحارب صاحب مواهب لدنیه نی مدح مثال النعل مبارک اور بیان فواید اور روایت اوسکی مین اکابر
محدثین سی بعد اسکی کہ کہا کہ جو کوئی مثال کفش مبارک رسول الله اپنی پاس رکہی امان ہی اوسکو بغی بغاة سی اور حرز ہی شیطان
مارد اور عین حاسد سے اشعار اکابر امت کی مدح مثال مین نقل کئی کہ ایک اونمین سے شعر قصیده ابن عساکر کا یہ ہی ع یا شبه نعل المصطفی
روحی الفدا لمحاکه الاسمی الرفیع العالی هدایه فتاوی خیریه مین کہ مصنف اوسکا استاد ہی صاحب در المختار کا اور در مختار
مین جا بجا اوسکی سند پکڑی ہی اور یہ کتب معتبره حنفیہ سی ہی لکہا اما قولهم یا شیخ عبد القادر فهو نداء واذا اضیف الیه شیئا لله فهو
طلب شیء اکراما لله فما الموجب لحرمته الخ هدایه مولوی رفیع الدین نی رساله اسرار المحبه مین لکہا ہی المحبة مع الاحیاء الحاضرین

دافعہ مع بعید او بعید و ذات مرات فی [illegible] مثل ما جب تیسیر [illegible] بیان و [illegible]
اتعب جسمی فی الصلوات وفعل او متر ذکرہ وکثرۃ النداء لدی البرجہ باسل الحوائج و [illegible] اور قبر شیخ [illegible]
وبعض بعصعب انتہی فایدہ موجب البدیہ میں لکہا ہی بہ واحد مستغاث ہی توسل وتشفع اور تجد اور توجہ بھی جیسا ذکر
کیا کتاب تحقیق النصرۃ اور مصباح الظلام میں واقع ہیں ہر حال میں قبل خلق آنحضرت کی اور حیات میں اور بعد موت کی برزخ میں
اور قیامت میں لیکن بہر دو میں پیش یاز دو اسکا کہ چہا کیا جا اور کتاب مصباح الظلام فی المستغیثین تصنیف ابو عبد اللہ بن نعمان
کا جیسا کہ مولوی اور صاحب محرر لکہا ہی کہ بہیر ایسا اور دیوا کہ طبیب نکو دوا ہی مذکر کیا اور کبھی بہ نصیبی تشبیق کے آنحضرت کی
نکم میں لیسر ہیں ایک بوگی اور ایک کرمیں بایت سی پہر کر لقصد مختصر ہو تا کہ بہیر دکہی تب تیسر یا یا انہی سہل ہیں سی استشفاع کیا
اور جہی ہو گئی ان کو بطور نقل کیا ہی ہی یادہی کی واسطی مختصر کر دیا خلاصہ بیہ ہے فصل اول کا اس دعوی کا بینہ شرک ہو
ندو نت اموات کا عبارت زیارت قبور اور ندا احیا کا عموما بغیر اثبات ندا [illegible] جن [illegible] ثابت ہو نا اور سکا کسی سلف
سی کو منقول باطل ہو گیا جو کوئی ذی عقل بجا بت مدعی قصد جواب معترض کری او سکو لازم ہی ان دلایل کو مفصلا اصل کتاب میں دیکہی
بہال تجرید بدجیہ کر کچہ لکہیں یہ چند الفاظ بی ربط و بیجا جمع کر کر جواب مرکب اور دل اپنا خوش کرنا کہ ہم بہی صاحب تصنیف ہو گئی عقلا
نزدیک موجب شرمندگی کو سمجہا حقیقت حال کو نہ پہنچی مہربان یہ بات بہت مشکل ہی اگر جواب سہل ہوتا تو مدعی کو آخر علما
انکی تہ کا ہی اور ہم بہ سبب اوسکی باحال [illegible] سکوت اختیار نکری اور ہم کہ فضل الہی سی تحسین حقیہ مستعد اور اس فن سی محض ناواقف اگر
کچہ بمقتضای حدت طبع لکہا اپنا دل خوش کر لیا مدعیکو کچہ فایدہ نہیں کیونکہ تم اونکی اصول و فروع سی واقف نہ ہو اگر تم کرتی ہو اونکی
کی خیال سی حال کہ اونکی خلاف ہی جیسا آگی معلوم ہوگا دوسری فصل میں جواب ہی دلایل مخالفین اور خلاصہ اسکا واسطی اختصار
استغنا کی ضمنا یا لا اجمال نہ کو ہوتا ہی ترک کیا ایسی شکوک و اوہام کا جواب شبہ پہلا شبہ یہ ہی کہ معترضین نے عبارۃ تفسیر عزیزی
کی ناتمام نقل کر کر لفظ غیر کو عام احیا و اموات سی تفسیر پایا حال آنکہ مراد استعانت احیا کی احیا ہی ہذا الحصر الشبہۃ پہلی اصل مطلب سمجہو
بعد اسکی تفاصیل اغلاط پر اطلاع کی جائیگی اصل یہ ہی کہ اسمعیلیہ کے اقوی دلایل اور عمدہ ترین براہین اوپر حرام و شرک ہونے استعانت
کے اموات کے یہ آیہ ایاک نستعین ہی کہ مولوی اسمعیل اور مولوی عبد الحی صاحب نے جو ایک فتوی طولانی رد استعانت میں لکہا ہی اور اکثر
مہرین اور دستخطی دین داراونکی اوسپر ثبت ہیں اوسمین بہی اس آیہ کر استدلال کیا اور عبارۃ ہی تحریر و تقریر میں دایما اسی آیت کو اپنی
مطلب پر لاتا ہی خلاصہ توجیہ یہ کہ تقدیم مفعول نی فایدہ حصر کا دیا یعنی خدا ہی مدد چاہتی ہیں غیر خدا سے مدد نہیں چاہتی کیونکہ غیر خدا
عام احیا مراد ہیں یا عام اگر خاص مراد ہیں تو اصل مطلب اسمعیلیہ فوت ہوا یعنی حرام و شرک ہونا استعانۃ کا اموات سے اس آیت سے

ثابت نہوا اور اگر لیجۓ کہ بیان تو عام ہی احیا اور اموات کو اور پہر کہو کہ استدراک مین خاص ہی ساتہہ احیا کی سو یہہ نرا دیوانہ
پن ہی مثل الخصوص کہ تمنا ہی سنتہ اک اصلا تخصیص نہین کرتا نہ دوسرے قسم کا بیان کرتا ہی اب تفصیل اغلاط سنو قولہ ایسجہا جاتی
کہ استعانت از غیر جسکو شاہ صاحب اس مقام پر جایز لکہتے ہین معنے اوسکی یہہ ہین کہ استعانت دوا کی طبیب سے اور نوکری امیر اور بادشاہ کی
بادشاہ سے بانیطور کہ اگر اعتماد کلی اوسپر رکہی تو الخ ای مہربان لفظ غیر استعانت از غیر مین عام ہی اوس سے خاص طبیب اور
امیر اور بادشاہ مراد لینا اور معنی کر تعبیر کرنا عقل سے بہت دور ہے سمجہو پہر اسکی کیونکہ معنی ہوے ظاہر اوہو کا کہا یا اس کہ شیخ
سفیان ثوری علیہ الرحمہ کی کلام مین ان تین چیزونکا ذکر ہی سو یہا نصاب شیخ علیہ الرحمہ نی اپنی وارد خیالی کا جواس وقت خاطر میں
مین پیش آیا تہا بیان فرمایا نہ حصر و تخصیص حرمت استعانت کا ان تین چیزین تاکہ استدراک بہی خاص ہو اس کو قرینہ سمجہنا
تخصیص کا استدراک مین بڑی قرینہ بات ہی اور بالفرض اگر تم یہی سمجہی اور معترض نے جو عام سمجہا تو تمہارے نزدیک نا ملایم ہوا سو وہ
ہی قباحت تم پر بہی لازم ہوئی جب آگی تمنی لکہا اور واسطے حسن استعانت دعا مین صلحا احیا سے الخ کہ کلام شیخ علیہ الرحمہ مین اسکا بہی ذکر
نہ تہا اگر تفسیر عزیزی کو بہی دیکہتے اور سمجہتے تو ایسا نہ لکہتے کہ اسمین جا بجا تصریح ہے کہ در تفسیر ایاک نستعین فاقبرہ لکہا ہی از اولیاء مدفونین
و دیگر مومنین انتفاع و استفادہ جاریست و انہارا افادہ و اعانت نیز متصور اور تفسیر سورہ انشقت مین لکہا ہی بعض از خواص
اولیاء اللہ را کہ جارحہ تکمیل و ارشاد بنی نوع خود گردانیدہ اند درینحالت تصرف در دنیا دادہ و استغراق آنہا بجہت کمال وسعت
مدارک آنہا مانع توجہ باین سمت نمی گردد و اولیات تحصیل کمالات باطن از انہا می نمایند و ارباب حاجات و مطالب حل مشکلات خود از انہا
می طلبند و می یابند و زبان حال آنہا در انوقت ہم مترنم باین مقالات است من آیم بجان گر تو آی بتن اور وہ جو لکہا ہے آگی اور توسل
حضرت عمر فاروق کا دعاء استسقا مین حضرت عباس سے بعد آنحضرت کی الخ سو یہہ محض ناواقفی سے لکہا ہی صاحب تقویۃ الایمان کے نزدیک
استعانت اور چیز ہی اور توسل اور چیز وہ ہرگز توسل اموات سے منکر نہین استعانت کا منکر ہی تم بہت اچہی جامی ملی ع دوستی ابلہان خود
دشمنی است وہ تقویۃ الایمان مین لکہتا ہی کہ جو لوگو نمین ایک ختم مشہور ہے کہ اسمین یون پڑہتے ہین یا شیخ عبد القادر شیئا للہ یعنی
ای عبد القادر کچہہ دو تم واسطی اللہ کی یہہ لفظ نہ کہا چاہیے ہان اگر یون کہی کہ یا اللہ کچہہ دی شیخ عبد القادر کے واسطی تو بجا ہی
فقط تمنی کہ تقویۃ الایمان کو نہ دیکہا بلکہ جسقدر عبارت تقویۃ الایمان کے اس رسالہ مین حضرت استادی مد ظلہم العالی نقل کے ہی اوسکو
بہی نہ دیکہا اور سمجہنے کا تو کیا مذکور اور زبان دراز شروع کی نہایت بیجا کیا اور وہ جو لکہا کہ حضرت عمر فاروق با وجود موجود
ہونیکے مدینہ منورہ مین الخ احیا سے توسل کرنا دلیل حرمت توسل کے اموات سے نہین ہے اور نہ کوئی آجتک اسمعیلیہ سے بہی منکر
توسل اموات کا ہوا پس یہہ قصہ لکہنا محض بے محل ہے ہان اگر کوئی مدعی ہو کہ توسل احیا سے جایز نہین ہے تو البتہ یہہ روایت لانیکا محل

اور تمام عبارت جو تمنی نقل کی اسمین لیکن مذکور تخصیص احیا کا نہین ہی پس اسکا ذکر کرنا اور نکرنا یکسان لفظ غیر عام کا
عام ہی اور کوئی قرینہ تخصیص کا نہین نہ کوئی قید قولہ بموجب کتب لغت مثل قاموس اور صراح اور منتخب کی ثابت اور اسکے
مطابقت کی کلام مفسرین سے ذکر عبارت تفسیر نیشاپوری اور شرح القرآن اور حسینی اور عزیزی اور ترجمہ مولوی عبد القادر کا
وہ وافی ہی اسمیان بہائی تمنی عجب کام کیا کہ جناب معترض مدظلہ العالی نی اول روایت صحیح بخاری سے نقل کی اور پہر مسلم حال الاصول
سی لفظ اخرجہ البخاری ومسلم نقل کیا بعد اوسکی روایت ترمذی کی نقل کی سو تمنی بخاری کی روایت اور مسلم کی تذکرہ کو جہوڑ
کر ترمذی کی روایت پر نقل مین کفایت کی ظاہرا سبب یہ ہی کہ کہین سنا ہوگا کہ بخاری ومسلم سے صحیحین مین انکی روایت کے
تو مین ہی حال ہا واقفی کہل جایگا اور ترمذی کو سمجہی کہ کوئی کتاب مثل غرائب ہوگی جیسا ہین کہلین اور یہ معلوم نہ تہا کہ وہ بہی صحاح
ستہ مین سے ہی اور ایسی ہی مصلحتونکی واسطی ابتدا مین لکہا کہ اجزای متفرقہ جہی تو نہ پائی تہی اور دو ورق پہلی اس مقام اس ہی
رسالہ مین لکہا ہی در رسالہ ہذا ہر جا کہ در آیات و احادیث لفظ دعا یافتہ ترجمہ آن در ہندی بلفظ پکارنا ساختہ سر گرم ہذیان انہا
کردیدہ حالانکہ بطریق صحیحہ تفسیر دعا بعبادت از آنحضرت منقول است جلال الدین سیوطی در تفسیر در منثور عن النبی صلعم مرفوعًا
در تفسیر سورہ غافر می نویسد اخرج احمد واصحاب السنن والحاکم وابن حبان عن النعمان بن بشیر قال قال رسول اللہ صلعم ان الدعا
ہو العبادۃ ثم قرأ ادعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی و قال علیہ السلام الدعا ہو العبادۃ و سیاق مفعول
جای غور سی کہ ایک لفظ کی تفسیر رسول اللہ سی اور صحابہ کرام سی مرفوعًا بطرق متعددہ ثابت اور کتب صحاح مین موجود اور اسکے
مقابلی مین ذکر کرنا قاموس صراح منتخب کا یا تفسیر حسینی اور عزیزی اور ترجمہ مولوی عبد القادر وغیرہ کا اور انکا نام لینا لفظ
معتبر اور انسی ترجیح دینا اسپر کمال جہالت اور نادانی ہی تم سی کیا کہین کہ رہنی دو ایک کورے یہ کہ نہ وہان کتاب پڑہی
کتاب کا تمنی کہین صحبت پائی نہ قوۃ فہم زیادہ رکہتی ہو جو چاہو سو کہو اصول فن تفسیر مین بہت کتابین تصنیف ہوئین
اور شرائط و آداب اسکی اور طبقات مفسرین اور حقیقۃ تفسیر اور بہت سی مباحث متعلق اسکی محتاج الیہ مین کہ ذکر اوسکا موجب تطویل
اور تمکو قوت اوسکی فہم کی بہی نہین ہی بقدر تمہاری حال کے دو ایک فقرہ لکہی جاتی ہین شاہ ولی اللہ فوز الکبیر فی اصول التفسیر مین
لکہتی ہین اما لغت قرآن را از استعمالات عرب اول اخذ باید کرد و اعتماد کلی بر آثار صحابہ و تابعین باید نمود دوسری جگہ لکہتے
ہین محکم آنست کہ دانندہ لغت از ان کلام بجز یک معنی ادراک نکند و اعتبار دانستن عرب اول است نہ موشگافان زمان ما را کہ موشگافی
بیجا دانستہ است عضال کہ محکم را متشابہ می سازند و معلوم را مجہول فقط اسیقدر واسطی تمہاری جواب کی کافی ہی اور یہ جو ردمین صراح
منتخب کہا تہا نام قاموس کا بہی لکہہ گئی ہو اسکا سبب یہ ہی کہ اتنا تم جانتی تہی کہ قاموس بہی کوئی کتاب لغت مین کہ تم کیسے

وعجایب میکه صاحب کتاب درقیه حیات بود شخصی به سید که جناب آیاتی که در حق کفار و مشرکین وارد اند بر مسلمانان بست می
سازند و قول ابن عباس که بالا مذکور شد و ظاهر نمود و گفت که جناب در موعظه از تقی و ولی و نصیر که به مشرکین است حکم مشرک گردد
ساسین صرف بسبب نشستن کی ولی و نصیر می فرمایند این چه امر است حضرات صحابه اهتمام نموده و نزول بسیار بیش نهاده خاطر به شرک
چرا آن ثنی مجا بابر زبان رفت که در صحابه هم مثل شما بسیار کسان یکسان مصداق و ما یؤمن اکثرهم بالله الا وهم مشرکون
بر دند یا مه صحابه بیان نیاد [illegible] ایم سبحان الله چه دیانت و خوش فهمی است که عمل به علیکم بالسواد الاعظم و بایهم اقتدیتم اهتدیتم
فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون ترک کرده است و شمول وعید ویتبع غیر سبیل المؤمنین ومن شذ شذ فی النار من قال فی القرآن
برایه فلیتبوأ مقعده فی النار ایمان آورده است الحق که مصداق من اتخذ الله هواه همین است و آوردن این آیه درین مقام هم نا
انصاف است چه آیه کریمه نازل شد در حق مشرکانیکه اقرار میکردند بخالقیت الله و با این عبادت اوثان هم میکردند
در جامع ترمذی آمده وما یؤمن اکثرهم بالله الا وهم مشرکون فان سالتهم من خلقهم ومن خلق السموات والارض لیقولون
الله فمن ایمانهم یقرون بالله فانهم فذلک ایمانهم وهم یعبدون غیره فذلک شرکهم و در تفسیر مدارک نوشته ای وما یؤمن اکثرهم
فی اقرارهم بالله وانه خلق السموات والارض الا وهو مشرک بعبادة الوثن الجمهور علی انها نزلت فی المشرکین الخ ورا به آگاه [illegible] هم
این آیه را نقل نموده و تصرف در معنی آن ساخته در تقریر مسلسل اولیاء انبیاء اثبات سهام کلام نمود که مقصود اصلی تصنیف
کتاب همین است نعوذ بالله من شر الوسواس الخناس انتهی کتب علم عقاید و کلام مین مذکور ہے کہ نقطہ اس نے یہ کو دلیل لائی اور یہ
مذہب اہلسنت کی اہلسنت نی جواب دیا کہ مومن مین ایمان لغوی مراد ہی نہ شرعی اور وہ جو قاعدہ اصول کا لفظ شکر نقل
کیا برادر اسکا حال مختصر سمجھو کہ اہل اصول مختلف ہین بعضی مشرف بعضی دستبردار اور مختار ہمارا یہی ہی العبرۃ لعموم
اللفظ لا لخصوص السبب مگر اتنا سمجھو کہ یہی نفیس بحث اہل اصول مین سے ہی اور یہ جو تمنی لکہا ہی اور نہین تو آیۃ یا ایہا الذین
آمنوا حق حضرت صدیق مین الخ کمال نادانی کی بات ہی زبان پر لانا نچاہیے کیونکہ اسکی یہ معنی نہین ہین اتقان مین لکہا
فالذین قالوا ذلک لم یقصدوا ان حکم الآیۃ مختص باولئک الاعیان دون غیرهم فان هذا لا یقوله مسلم ولا عاقل
علی الاطلاق والناس وان تنازعوا فی اللفظ العام الوارد علی سبب هل یختص بسببه فلم یقل احد ان عمومات الکتاب
والسنه تختص بالشخص المعین وانما غایه ما یقال انها تختص بنوع ذلک الشخص فیعم ما یشبهه ولا یکون العموم فیها بحسب اللفظ والآیه
التی لها سبب معین وان کانت امرا ونهیا فهی متناوله لذلک الشخص ولغیره ممن کان بمنزلته وان کانت خبرا بمدح
او ذم فهی متناوله لذلک الشخص ولغیره ممن کان بمنزلته اور جو قائل ہین عموم کے زمانہ اتفاق اہل حکم کو وہ بھی لازم جانتی

باین

ہمین سماع مراد باشد بلکہ آن عالم اشبہ و اقرب است بعالم ملکوت ولہذا افعال آن عالم قوی از افعال این عالم می باشند منہ از
سماع دنیا کہ قوۃ مادیست سماع آن عالم قویست چہ از سماع دنیا انچہ مسموع نمیشود بسبب بعد فاصلہ یا حیلولۃ حجاب وغیرہ در آن عالم مسموع
میشود . . . الی فرع آن نمیشوند علی ہذا القیاس ہر قدر کہ در روایات صحیحہ مذکورہ تامل و تفکر نمایند ابواب مسایل مشکلہ وا میشوند درین
قوت باز و باز ۔ حد معین نیست ہر قدر کسی را کہ عنایت الہیہ مرحمت فرمود ہمان قدر او را حاصل شد بیش و کم و ہمین حال است در حیوانات دنیویہ
یعنی در مخلوقیہ و مقدوریہ و حاجت بصانع مجرد و مادی و مفارق و متعلق حیوان و نبات و معدن ہمہ متساوی الاقدام فاما حکمہ
البیہ در صفات امکانیہ امتیازی فیما بین نہادہ ہمین قسم عالم برزخ از عالم دنیا ہم ممتاز است بعد اوسکی او چند روایتین نقل کین
ایک او ہمین ہے یہی شاہ عبد العزیز صاحب در البینات تحفہ اثنا عشریہ میفرمایند حاصل آنکہ چون روح از تن جدا شد قوای نباتی ازاو
جدا میشوند نہ قوای نفسانی و حیوانی و اگر وجود قوای نفسانیہ و حیوانی و اگر وجود قوای نفسانی و حیوانی منتفی بانتفاء البقاء مشروط
باشد بوجود قوای نباتی و مزاج لازم آید کہ ملائکہ را شعور و ادراک حسی و حرکت و غضب و دفع منافر نباشد پس حال ارواح در عالم قبر
مثل حال ملائکہ است کہ بتوسل شکل و بدنی کار میکنند و مصدر افعال حیوانی و نفسانی میگردند بلی آنکہ نفس نباتی ہمراہ داشتہ باشند فرق
ہمین است کہ ملئکہ را موافق اعمال تنعیم و تعذیب نیست و ارواح را بحسب اعمال مکسوبہ تنعیم و تعذیب خواہد بود او جناب معترض نے حاشیہ میں فرمایا کہ
و حق درین مقام نیست کہ افعال عباد ہمہ مخلوق و اجبہ اند درین حکم احیاء و اموات آدم و ملک و جن وغیرہ ہمہ یکسان اگر کسی فرشتہ یا آدم زندہ یا
مردہ را در کدام فعل مستقل و خالق داند کفر است کلام و سماع حیا ہم نیست مگر بخلق و قدرت او تعالی اگر او تعالی بخواہد کلام کنند و بشنوند و ہمچنین
جمیع افعال و اگر نخواہد نشنوند اگرچہ صور اسرافیل در گوش مردہ دمیدہ شود و علی ہذا القیاس ارواح اموات ہم نمیشنوند تا آنکہ خدا نمیشنواند
و با سماع خدا میشنوند و کلام میکنند و دیگر افعال میکنند چنانکہ جریان عادت الہی در عالم ما دبرای سمع وغیرہ ہر یک فعل طریقی نہادہ کہ بر آن
طریق ہمہ افراد و انواع عادتہا الی پایان بپیدا کردہ باصرہ یکی را از باصرہ دیگری و سامعہ یکی را از سامعہ دیگری و علی ہذا القیاس
دیگری فاما مخلوق ہم حصر قدرت او نگردیدہ ہرگاہ بیکہ خواست در آن طریق ہم تصرف نمود ہمچنان در عالم تجرد یعنی ملک و روح مفارق
ہم طرق حیات و علم و ادراک و سمع وغیرہ نہادہ کہ افعال و اعمال انسان در ارض معلوم میکند ایشان گرد و بر آسمان و در جنت و مزاج علے
تفاوت المراتب با علام آمد و اسماء ہذا اب دیکہو کہ تمام کلام معترض مین کوئی لفظ کہ جسی شہرت کہ موافق تفسیر شاہ ولی اللہ کی یا موافق تحریر
تمہاری بیان بابت ہاویتین ہے پہر معترض پر افترا کرنا اور اس افترا پر طعن و تشنیع لکہنا حقیقت مین سب تشنیع اپنی اوپر کرنا ہے قولہ عبارت
تفسیر عزیزی الخ ای مہربان باوجود اظہار اس امر کی کہ شاہ عبد العزیز کو معترض سند نہین جانتا پہر اوکی سند لانا کیا فائدہ دوسرے
یہ کہ سوا امر کا تفسیر عزیزی کی سند ردوہ [illegible] نکالی یہ لفظ عبارت معترض مین نہین ہے یہ کہ معترض نے کلام شاہ عبد العزیز صاحب کو الزاماً

شعور و ادراک باقی میماند در این معنی شرع شریف و قواعد فلسفه اجماع دارند اما شرع شریف پس عذاب القبر و تنعیم القبر متواتر ثابت است
و تفصیل آن دفتری طویل میخواهد در کتاب شرح الصدور فی احوال القبور تصنیف شیخ جلال الدین سیوطی و دیگر کتب حدیث باید دید و اثبات
عذاب القبر در کتب کلامیه از عمده مباحث است حتی که بعضی از اہل کلام منکر آن را تکفیر کرده اند و عذاب و تنعیم بغیر ادراک و شعور نمی تواند شد
و نیز در احادیث صحیحه مشهوره در باب زیارت قبور و سلام بر موتی و ہم کلامی با آنہا که انتم سلفنا و نحن بالاثر و انا ان شاء الله بکم للاحقون ثابت
است و در بخاری و مسلم موجود است که آنحضرت با کفار که در بدر کشته بوده بودند خطاب فرموده اند ہل وجدتم ما وعد ربکم حقا فردم عرض کردند ما تکلم من
اجساد لیس فیہا ارواح فرمودند ما انتم باسمع منہم و لکنہم لا یجیبون و در قرآن مجید ثابت ہست لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل الله
اموات بل احیاء عند ربہم یرزقون فرحین بما آتاہم الله من فضله بلکه از احوال پس ماندگان ہم خوشوقت و مستبشر ثابت است و
یستبشرون بالذین لم یلحقوا بہم من خلفہم الا خوف علیہم و لا ہم یحزنون بالجمله انکار شعور و ادراک اموات اگر کفر نباشد در الحاد بودنش
شبہه نیست و اما قواعد فلسفی پس بقاء روح بعد از مفارقت و بقاء شعور و ادراک و لذت و دریافت آلام و حاجات بجمیع ملیه فلاسفه است الا
جالینوس لہذا او را در فلاسفه نه شمرده اند فظاہر است که بدن دائما در تحلل است و روح در شعور و ادراک دائما در ترقی پس مفارقت بدن
و سلب آلات و شعور چه قسم تاثیر تواند کرد و در آخر او سکا یہی سوال کسی صاحب باطن و صاحب کشف بر قبور ایشان قریب شده چیزی از باطن
اخذ می تواند نمود یا نه جواب می تواند نمود انتہی اول کلام شاہ عبد العزیز صاحب مخالف اپنی سمجھ کر چھوڑ دیا اور وہ جو ذکر کیا ہی وہ بھی
ہی گر اپنی قصور فہم سی نہ سمجھی کیونکہ دعوی انکار مطلق اور سندین کم ثابت اور وہ جو لکھا ہی کہ اس سی ظاہر ہوا الخ اوس سے ظاہر ہی کہ تم اس
عبارت کی معنی نہیں سمجھی جسکو کچھ بھی عقل ہوگی وہ جانتا ہی قولہ یہ علم غیب ہی انتہی عزیز یہاں علم غیب کے معنے سمجھنا چاہیے سو ہم تمہاری
مستند و نسے نقل کرتے ہیں شاہ عبد العزیز صاحب تفسیر سورہ جن میں لکھتے ہیں غیب نام چیزیست که از ادراک حواس ظاہره و باطنه غائب
نه حاضر تا بمشاہده و بوجدان دریافت شود و اسباب علامات آن نیز در عقل و فکر آن در نیاید تا ببداہت و استدلال دریافته شود و
این غیب مختلف می باشد پیش کور مادر زاد الوان غیب است و عالم اصوات و نغمات و الحان شہادت و پیش عنین لذت جماع غیب است و پیش
فرشته الم گرسنگی غیب است و دوزخ و بہشت شہادت و لہذا این قسم غیب را غیب اضافی نامند و آنچه نسبت بہمه مخلوق غائب است غیب مطلق است
مثل وقت آمدن قیامت و احکام تکوینیه و شرعیه باری تعالی در ہر روز و در ہر شریعت و مثل حقایق ذات و صفات او تعالی است علی سبیل
التفصیل و این قسم را غیب خاص او تعالی نامند فلا یظہر علی غیبه احدا یعنی پس مطلع نمی کند بر غیب خاص خود ہیچکس را بوجہی که رفع تلبیس و اشتباه
و خفا بکلی در آن اطلاع حاصل شود و احتمال خطا و اشتباه اصلا نماند و ہمین اطلاع دادن لذاتی است که او را اظہار شخص بر غیب
توان گفت بخلاف اطلاع منجمان و اطبا و کاہنان و رمالان و جفریان و فال بینان که علم ایشان از بعض حوادث کونیه از راه استدلال

گذشت ونیست دران راچہ شرک بلکہ انکار آن خطا است دیکھی اور سمجھیے تو ایسی ہی شبہات مین سے ہر ایک ہی قولہ ہان مگر نداء اموات کے
وقت زیارت قبور کے الخ اس روایت سے تخصیص سمجھنا کمال بے فہمی ہے علاوہ اوسکی تمام کتاب دلائل نداء اموات غیر وقت زیارت قبور و بغیر
ان الفاظ سے بالامال ہی جب تک اون سب دلائل کا رد نہو خیال جواب مالیخولیا ہی قولہ کیا سکاکی فی الخ ای عزیز سکاکی مرد بد مذہب
معتزلی المذہب کا ذکر کرنا مقابلہ مین ائمہ اہل سنت کی کمال نادانی اور بیدینی ہی قولہ روایت کی بخاری فی الخ اس روایت کو مانحن
فیہ سے کیا علاقہ قولہ اور خلاف اوسکا یعنی نداء اموات کی غیر زیارت قبور مین ساتھ ان الفاظ کے نہین ثابت نہین بہر حال نداء اموات کی واسطے
استعانت و استمداد کی نزدیک قبر کے ہو یا دور قبر سے کیونکر موافق عقائد اہل سنت کی درست ہوگی فقط منشاء خطا کا یہی ہے کہ تمام اوس کتاب کو
جسکی یہ رد کا قصد ہے نہین دیکھا تا بدیگر کتب چہ رسد اگر دیکھا ہوتا تو زنہار ایسی خرافات نہ بکتی قولہ بحر رایق اور عالمگیری اور فتح القدیر کے
ہی مکروہ عندہ ای عند القبر مالم یعہد من السنۃ والمعہود منہا لیس الا زیارتہ والدعاء عندہ قایما اصل اس روایت کی فتح القدیر سے
ہی اور بحر رایق اور عالمگیری نے اوسی سے نقل کیا ہی تم فی مایۃ مسائل وغیرہ رسایل مین عبارت ناتمام دیکھی یا آپ نے اوسمین تصرف کیا اور سمجھنا
نصیب اعدا عبارت فتح القدیر کی یہ ہی ویکرہ النوم عند القبر وقضاء الحاجۃ بل اولی کل مالم یعہد من السنۃ والمعہود منہا لیس الا زیارتہا والدعاء
عندہا قایما کما کان یفعل صلعم فی الخروج الی البقیع ویقول السلام علیکم دار قوم مومنین وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون اسئل اللہ لی ولکم
العافیۃ واختلف فی اجلاس القاری لیقرء عند القبر والمختار عدم الکراہۃ معنے لفظ دعا کی معلوم نہین اور نہ یہ معلوم کہ مقصود فتح القدیر کا
کیا ہی اور اوسکو دلیل سمجھنا ممانعت ندا کی دور سے اور تخصیص الفاظ خاص کے نزدیک قبر کی نسبت بے فہمی ہے خود صاحب فتح القدیر باب زیارت قبر نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین لکھتا ہی ثم یسئل النبی صلعم الشفاعۃ فیقول یا رسول اللہ اسئلک الشفاعۃ واسئلک ان اموت علی ملتک وسنتک فتاوی
عالمگیری مین لکھا ہی ویبلغہ سلام من اوصاہ فیقول السلام علیک یا رسول اللہ من فلان ابن فلان یستشفع بک الی ربک فاشفع لہ
ولجمیع المسلمین پہر لکھا ہی ثم یرجع قدر ذراع فیقول السلام علیکما یا ضجیعی رسول اللہ ورفیقیہ ووزیریہ ومشیریہ والمعاونین لہ
علی القیام فی الدین والقائمین بعدہ بمصالح المسلمین جزاکم اللہ عنا احسن جزاء جئنا کما نتوسل بکما الی رسول اللہ لیشفع لنا ویسئل
ربنا ان یتقبل سعینا ویحیینا علی ملتہ ویمیتنا علیہ ویحشرنا فی زمرتہ قولہ اور یہ جمیع معترض نے حدیث من سئل الخ افسوس کہ اول سے آخر تک
ایک حرف نہ سمجھی اور کاغذ ناحق سیاہ کیا اگر اس مقام کو دیکھ کر کچھہ بہی سمجھتی تو یہ واہیات نہ بکتی اب اسکو ملخص یہ ہی کہ اول معترض نے یہ
فقرہ لکھا مثال ارواح بعد مفارقت ابدان مثل ملئکہ میگردد دران قیاس باید کرد اور بعد نقل حدیث ابو امامہ کی لکھا پس ہرگاہ کہ ملائکہ
وجود را با وصف علم دعا گیرد آن آدمی ہم میگیرد وصریح است کہ مسلمان البتہ معتقد این خواہد بود و اطلاق شرک کہ معاذ اللہ چہ جا دارد
پس اگر ارواح کاملہ راہم کہ در بہشت اند علم یا درکی از احیا حاصل شد شرک از کجا آمد اور بعد نقل حدیث انس کے لکھا پس ارواح کاملہ اگر در جنت

متصرف ہمعنی کرانہ عباد اللہ ما سیار موجود بن مراد آیہ وحرص لتعلیم انست کہ الرام واشتہ باشد بنام شان بحو اگرم لستہ باستار مدبر حضور
نجو انہ پہر اوسکی جواب مین لکہا کہ آخر حدیث اذان ابا سکند یعنی فان للہ عبادا لا تراہم فان للہ عبادا فی الارض تحبسہ علی ظاہرا
فتا تعلیما تصرف در معنی لفظ و بہو بارض لیس لیا انیس کہ دیدہ حالانکہ تتمہ حدیث اذان ابا می کند معنی ترشیدہ شان می لف
کلام علما عنا نظام حضرت خیر الانام ہست و غرض از بودن او در زینکہ انیس و انجا نباشد بیان حال اضطرار ہست کہ در بیجو مکان داد تا انہ اید
ہیبا شد انتہی ای عزیز معترض نے ایک تاویل رکیک مخالفین کے نقل کر کر اوسکو رد کیا اوس تاویل رکیک رد کو بحذف جواب معترض
بردار دکرنا کمال سفاہت کی ہی جو لکہتی ہو نہیں سمجہتی کہ اوسکا کیا حال ہے اول یہ معنی لکہتی ہو پہر جملی دیگر فقط یہ تمین ہی احتمال یعنی جن
اور فرشتہ و ابدال اس حدیث مین شراح حدیث نی لکہی ہین ای برادر اس بیان سے ایک تو وہ معنی جو پہلی تمنی بیان کئی تہی خلاف ٹہیر ہی
دوسرے تائید ہوئی قول معترض کی اور تم موافق ہوئے معترض کے رد یت مدعی ہیر کہ حکم شرک اوسکا عام تہا احیا و موات اور جن اور فرشتہ
اور ابدال کو قولہ اعلم ان العلما الخ معترض فصل اول مین بہت سے دلایل اثبات استعانت کی لایا اونمین کلام کرنا چاہیئے تہا نہ کہ ان
سے اغماض کر کر ایک امر اپنی دل سے بنا کر اوسکا لکہنا کہ کمال سفاہت ہی اور اوس مقام مین کہ توسل و استعانت میں فرق کیا
سو یہ مخالف ہی اوسکے کہ اول مین حدیث عن انس ان عمر بن الخطاب کان اذا قحطوا مین لکہا کل یہ طا ایک جز اوسکی ضبط کی بہی قوت
نہین اور صاحب تصنیف بنا فرد رقولہ حدیث سیدم السلام علیک ایہا النبی الخ معترض نے فصل اول مین اس حدیث کو استناد کیا عن
عبد اللہ بن مسعود قال کنا اذا صلینا مع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قلنا السلام علی اللہ قبل عبادہ السلام علی جبریل السلام علی میکائیل السلام
علی فلان فلما انصرف النبی اقبل علینا بوجہہ قال لا تقولوا السلام علی اللہ فان اللہ ہو السلام فاذا جلس احدکم فی الصلوۃ فلیقل
التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین فانہ اذا قال ذلک
اصاب کل عبد صالح فی السماء والارض اس حدیث سی ثابت ہوا کہ آنحضرت نی سلام بلفظ ندا و صیغہ خطاب تعلیم فرمایا اور ہدایت
نہ بہین بطریق صحیح ثابت کہ کیفیت سلام ماموربہ وسلموا تسلیما وہی ہے جو تشہد مین ہے یعنی بلفظ ندا اور خطاب پس اصل دعوی تم کی
باطل ہوگیا اب مدعا حامی ہو مدعیکی سو معترض کے کلام مین ایک دو فقرہ کاٹ چھانٹ کی بحیلے آئی معترض نی لکہا تہا کہ از خصائص
و فضائل ہست جواز خطاب با وصلعم در صلوۃ و خطاب غیر آنحضرت در صلوۃ مبطل صلوۃ است تمنی مطلق ندا کو خصوصیات آنحضرت سے
ٹہیرا دیا اور لفظ مبطل صلوۃ کو نہ سمجہی اور اگر مقصد یہ ہو کہ ندا نماز مین خصوصیات سی ہی تو کوئی مدعی جواز ندا اموات کا نماز مین نہ تہا
پہر لکہا کہ یہ ندا و خطاب بطریق اخبار و حکایت کے ہی نہ بطریق انشا کی جیسا کہ پڑہنا آیہ انا ارسلنا الخ تماشا ہی کہ معترض
نی اس شبہ کو نقل کر کر رد نہ کیا تمنی بعد شبہ لنقل کر لیا عبارت اوس مقام کی یہی و غایۃ توجیہ کرخانیہ در مقام می گفت آنکہ

کشف الغطا میں کہ مولوی اسحاق وغیرہ بھی اوسکی سند لاتی ہیں لکھا دور ین باب بعضے روایت کنند کہ مردان
حضرت چہ متحیر شوند شما در مولیس مدد چہ بیند از اصحاب جیوا رہی فوقع الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا اور بسیطے
دفع خطرات شیطانی اور رفع وساوس نفسانی تمہارے کے اس قدر کافی ووافی ہے فمن شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر والسلام

علی من اتبع الہدی

تمام شد رسالہ شمس الایمان بتاریخ بستم ذیحجہ الحرام سنہ ۱۲۶۶ ہجریہ النبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بروز یکشنبہ